بیان :3 بیان کرنے سے پہلےاس بیان کو کم از کم تین بار پڑھ لیں

اَلْحَمْــدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّــلٰوۃُ وَالسَّــلَامُ عَلٰی خَـــــــــــــــاتَمِ النَّبِیّٖنْ

اَمَّا بَعْدُ! فَـاَعُوْذُ بِـاللّٰہِ مِنَ الشَّـیْطٰنِ الـرَّجِیْم بِسْـمِ اللّٰہِ الــــــــــرَّحْمٰنِ الــــــــــرَّحِیْم

اَلصَّــلٰوۃُ وَالسَّــلَامُ عَلَیْــکَ وَعَلٰی اٰلِـــکَ وَاَصْـــحٰبِکَ

یَارَسُـــــــــــــوْلَ اللہ یَـــــــــــــــاحَبِیْبَ اللہ

اَلصَّــلٰوۃُ وَالسَّــلَامُ عَلَیْــکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَـانُوْرَ

یَـــــــــــــــانَبِیَّ اللہ اللہ

دُرُود شریف کی فضیلت

نبیِّ اکرم، نورِ مجسّم صلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:جس نے مجھ پر دس مرتبہ صُبْح اور دس مرتبہ شام دُرُودِ پاک پڑھا اُسے قِیامت کے دن میری شَفاعت ملے گی۔[1]

شَفاعت کرے حَشْر میں جو رضــــــــــــــــــآ کی
سِوا تیرے کِس کو یہ قُدرَت ملی ہے

(حدائقِ بخشش،ص 188)

---

[1]…مجمع الزوائد، 10/163،حدیث:17022

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو ! حُصُولِ ثَواب کی خاطِر بَیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کر لیتی ہیں۔فَرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم ”نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ“ مُسَلمان کی نِیَّت اُس کے عَمَل سے بہتر ہے۔[1]

لہٰذا اپنے حسبِ حال اچھی نیتیں فرما لیجئے! مثلاً : ★رضائے الٰہی کیلئے باادب بیٹھ کر توجہ کے ساتھ بیان سنوں گی۔★بیان سن کر اس پر عمل بھی کروں گی۔★ اجتماع کے بعد آگے بڑھ کراسلامی بہنوں سے سلام ومصافحہ کروں گی۔★ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی۔اِن شاءَ اللہ الکریم

نوٹ:نہ بیان ریکارڈکرنے کی اجازت ہے نہ ہی کسی قسم کی آواز۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! مُحرَّمُ الحَرام کا مہینا ہر سال ہمیں شُہدائے کربلا اور بالخصوص نواسۂ مصطفٰے، سَیِّدُ الشُّہدا، اِمامِ عالی مقام حضرت سَیِّدُنا امام حُسین

[1] … معجم کبیر، 6/185،حدیث:5942

رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی یاد دِلاتا ہے کیونکہ آج سے صدیوں پہلے اِکسٹھ(61) ہجری کو تاریخِ اسلام میں حق و باطل کے درمیان ایک عظیم معرکہ پیش آیا،جسے **واقعۂ کربلا** کے نام سے یادکیاجاتاہے اور ہمارے آج کے بیان کا موضوع ہے **"شہادتِ امام حسین"** اس سے پہلے ہم نے واقعَۂ کربلا کا پسِ منظر او رمدینہ پاک سے کربلا کی جانب اہل بیت کے سفر کے دل سوز واقعات سنے تھے کہ کس کس طرح اہلِ بیتِ کرام پر آزمائشیں آتی رہیں اور ان آزمائشوں کے بعد آلِ رسول کا انداز کیا تھا، آج ہم 10 محرمُ الحرام کے دن ہونے والے واقعات سنیں گی ۔ اللہ کرے ہمیں سارا بیان اچھی نیتوں اور مکمل توجّہ کے ساتھ سننا نصیب ہوجائے۔ آمین

آئیے!سب سے پہلے امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے متعلق ایک خواب اور اس کی تعبیر سنتی ہیں چنانچہ

شہادتِ امام حسین کی پیشین گوئی

نبیٔ کریم ،رَءُوْف رَّحیمصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وٰاٰلِہٖ وَسَلَّمَکی چچی حضرت اُمُّ الْفَضْل بنتِ حارث رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا ایک دن آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتی ہیں اور عرض کرتی ہیں:

یَارَسُولَاللہ! میں نے آج ایک پریشان کن خواب دیکھاہے۔آقا عَلَیْہِ السَّلَام نے خواب کے متعلق پوچھا توعرض کی: بڑا خوفناک خواب ہے، میں نے دیکھا کہ آپ کے جَسدِ اطہر سے ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور اسے میری گود میں رکھا گیا۔آپ نے ارشادفرمایا :تم نے بہت اچھا خواب دیکھا،اِنْ شَآءَاللہ فاطمہ کے ہاں بیٹا ہوگااوروہ تمہاری گود میں دیا جائےگا۔

بی بی اُمُّ الفضل کہتی ہیں کہ بعد میں ایساہی ہوا ، سیدہ خاتونِ جنت کے گھر حضرت امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ پیدا ہوئے اورمیری گود میں دیئے گئے۔بی بی صاحبہ مزید فرماتی ہیں: میں نے ایک دن حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّمَ کی خدمتِ اَقْدس میں حاضر ہوکر حضرت اما مِ حُسین کوآپ کی گود میں دیا،کیا دیکھتی ہوں کہ چشمانِ مُبارک سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے عرض کی:یَارَسُولَاللہ! میرے ماں باپ آپ پرقربان ہوں! ایسا کیا ہوا؟ فرمایا:جبریل میرے پاس آئے اوراُنہوں نے مجھے یہ خبردی کہ میری اُمَّت میرے اس فرزند کو قتل کرے گی۔ میں نے کہا: کیا اِس کو؟ فرمایا: ہاں اور میرے پاس ا س

کے مَقْتل(شہید ہونے کی جگہ) کی سُرخ مٹی بھی لائے۔ [1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو ! آپ نے سنا کہ امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی ولادت کےبعد آپ کی شہادت کی خبر بھی مل چکی تھی اور یہ غیب کی خبر دیتے ہوئے نبیِّ اکرم، نورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَنے حضرت اُمُّ الْفَضْل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کو کئی سال پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میری اُمَّت میرے اس فرزند کو قتل کرے گی۔ امامِ حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شہادت کی خبر نبی عَلَیْہِ السَّلَام کے ذریعے سے حضرت بی بی فاطمہ کو بھی تھی اور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بھی یہ بات جانتے تھے لیکن قربان جائیے خاتونِ جنت کے قدموں کی خاک پر جنھوں نے اپنے اس نونہال کو زمینِ کربلا کو سیراب کرنے کیلئے اپنا خونِ جگر پلایا، قربان جائیے حضرت مولیٰ علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے بلند حوصلے پرکہ جنھوں نے اپنےاس جگر کے ٹکڑے کو خاکِ کربلا کی زینت بننے کیلئے پروان چڑھایا۔

اَللہُ اَکْبَر! اُس وقت کا تصور بھی دل دہلا دیتا ہے کہ

---

[1]... تاریخ ابن عساکر ، 14/196

جب امامِ عالی مقام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی ولادت کی خوشی کے ساتھ شہادت کی پیش گوئی ہوئی ہوگی، سیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مبارک آنکھوں سے اشکوں کے موتی برس گئے ہوں گے، اس خبر نے صحابۂ کرام کے دل بھی لرزا دئیے ہوں گے ۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! معلوم ہوا کہ سب کو پتا تھا کہ کربلا کے تپتے صحرا میں امامِ عالی مقام اپنے رفقا کے ساتھ ظالموں کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش فرمائیں گے مگر ایسے موقع پر مصطفیٰ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاتے، بارگاہِ الٰہی میں امامِ حسین کے امن وسلامت اور اس خونی حادثے سے محفوظ رہنے اور دشمنوں کے بربا د ہونے کی دعا نہیں فرماتے،نہ توعلیُّ المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عرض کرتے ہیں کہ یَارَسُولَاللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَاس خبرنے تودل و جگر پارہ پار ہ کردئیے ہیں،بارگاہِ حق میں اپنے اس فرزند کے لئے دعا فرمائیے۔اورنہ ہی خاتونِ جنترَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا التجا کرتی ہیں کہ اے سلطانِ دارَین! آپ کے فیض سے تو عالَم فیض یاب ہوتا ہے، آپ کی دعا مستجاب (مقبول) ہے ۔

[1] ... سوانح کربلا،ص106

میرے اس لاڈلے کے لئے دعا فرمادیجئے،نہ اہلِ بیت نہ ازواجِ مطہرات نہ صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کسی نے بھی کچھ نہ کہا ،سب خبرِ شہادت سنتے ہیں، شُہرہ عام ہوجاتا ہے مگر بارگاہِ رسالت میں کسی طرف سے دعا کی درخواست پیش نہیں ہوتی۔(دراصل) بات یہ ہے کہ مقامِ امتحان میں ثابت قدمی درکار (ہوتی) ہے،ایسے موقع پرجان سے دریغ جانباز مردوں کا شیوہ نہیں، اخلاص سے جاں نثاری (ان کی)عین تمنا (ہوتی)ہے۔(اس موقع پر) دعائیں کی گئیں مگر یہ کہ یہ فرزند اس مقام پر ثابت قدم رہے ۔ توفیقِ الٰہی مددگار رہے، مصائب وآلام کا ہجوم اس کے قدم کو پیچھے نہ ہٹا سکے۔[1]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ واٰلہٖ وَسَلَّمَ، اہلِ بیتِ اطہار، صحابۂ کرام رِضۡوَانُ اللّٰہ عَلَیۡہِمۡ اَجۡمَعِیۡن اور امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کا یہ عمل اور انداز ہمیں چند باتوں کا درس دیتا ہے:

1۔اللہ پاک کے بندوں کو ہر وقت اللہ پاک کی رضا میں راضی رہناچاہئے، اس کے حکم کے آگے کوئی چُون و

[1]...سوانح کربلا،ص 108 ملخصا

چَراں نہیں کرنی چاہئے۔

2۔دین کے نام پر آنے والی تمام مصیبتوں اور پریشانیوں کو خوشی خوشی قبول کرنا اور اُن پر ثابت قدم رہنا چاہئے۔

3۔اپنی اولاد کی ایسی پیاری تربیت کرنی چاہئے کہ حق اور سچائی کے میدان میں کبھی بھی ان کے قدم نہ ڈگمگائیں اور حق بولنے اور حق پر عمل کرنے میں ان کے حوصلے بلند رہیں۔

4۔ دین کا ہر کام اخلاص کے ساتھ کیا جائے کیونکہ بغیر اخلاص کےکئے جانے والے کام پر لوگ تعریف تو کردیں گے لیکن ربِّ کریم کی طرف سے کوئی اجر نہیں ملے گا ۔

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اگرہم ان مدنی پُھولوں پر عمل کرلیں تو جہاں ہمارے اور ہماری اولاد کے کردار میں بے مثال نکھار آ ئے گا وہیں معاشرے سے بہت سی خرابیاں بھی دور ہو جائیں گی اور ہمارا معاشرہ ایک مثالی معاشرہ بن جائے گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! کربلا کے معرکے میں

شُہَدائے کربلا رَضِیَ اللہُ عَنْہُم کےاستقامت بھرے انداز نے تمام اہلِ حق کو باطل کے سامنے ڈَٹ جانے اور ضرورت پڑنے پر دینِ اسلام کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کرنے کا سبق دیا۔ اگر سُلطانِ کربلا،حضرتِ سَیِّدُنا اِمامِ عالی مقام، اِمام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ چاہتے تو یزیدیوں کو تباہ وبرباد کرسکتے تھے مگر قُدرت کے باوجود خون کے پیاسوں پر بھی کرم نوازی فرمائی اور جنگ میں پہل نہ کی بلکہ آپ آخری وقت تک ان کو سمجھاتے رہے اور اللہ پاک کے عذاب سے ڈراتے رہے۔ میدانِ کربلا میں حُجّت پوری کرنےکے لئے حضرت سَیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اپنے گھوڑے پر سُوار ہوکر یزیدی لشکر کا رُخ کیا اور جوکچھ فرمایا،اس کا ہرلفظ کرم نوازی پر مبنی تھا چُنانچہ

یزیدی لشکر کو نصیحت

آپ نے ارشادفرمایا:اے لوگو! میری بات سُنو اور جلد بازی کا مُظاہرہ نہ کرو، حتّی کہ میں تمہیں اُس چیز کے مُتَعَلِّق نصیحت نہ کرلوں جو مجھ پر لازِم ہوچکی ہے اور اپنے آنے کا عُذر بیان نہ کرلوں۔پس اگر تم میرا عُذر قبول

کرلو،میری بات کی تصدیق کرو اور میرے بارے میں اِنْصاف سے کام لو تو تم اس معاملے میں بامُراد ہوجاؤ گے اور تم سے میرے مُتَعَلِّق کوئی مُواخَذہ (یعنی سوال)بھی نہ ہوگا۔ہاں! اگر تم میرا عُذر قبول نہیں کرتے تو سُنو!پھر یہ آیاتِ مُبارَکہ تلاوت فرمائیں:

□□□□□□□□□□□□□ □□□□□□□□□ □□□□□□□□□□□□□ (پ11،یونس:71)	ترجَمۂ کنزُ العرفان: تو تم اپنا کام اور اپنے شریکوں کو جمع کرلو پھر تمہارا کام تم پر پوشیدہ نہ رہے پھر میرے بارے میں جو کچھ کرسکتے ہو کرلو اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔
□□□□□□□□□□□□□□□□ □□□□□□□□ (پ9،الاعراف:196)	تَرْجَمۂ کنز الایمان:بے شک میرا والی اللہ ہے جس نے کتاب اُتاری اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔

پھرآپ نے اللہ پاک کی حَمْد و ثَنا کرنے کے بعد (اُن یزیدیوں سے)فرمایا :تم لوگ میری نِسْبَت کے بارے میں غور کرلوکہ میں کون ہوں؟ کیا تمہارے لئے میرا قتل جائز ودُرُسْت ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ نہیں؟ کیاسَیِّدُ الشُّہَدا

حضرت سَیِّدُنا حمزہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ میرے والد کے چچا نہیں؟ کیاحضرت سَیِّدُنا جعفر طیّاررَضِیَ اللہُ عَنْہُ میرے چچا نہیں؟ کیا تم تک میرے اور میرے بھائی سےمُتَعَلِّق رَسُولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا یہ ارشاد نہ پہنچا تھا کہ تم دونوں نوجوانانِ جنّت کے سردار ہو؟ تو اگر تم میری بات کی تصدیق کرو(تو سُن لو) کہ یہی حق ہے ، کیونکہ میں نے اُس وقت سے جُھوٹ نہیں بولا، جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ جُھوٹ اللہپاک کو سخت ناپسند ہے اور اگر تم مجھےجُھٹلاتے ہوتو حضرت سَیِّدُنا جابِر بن عبدُاللہ،ابوسعید،سَہْل بن سَعْد، زید بن اَرْقَم یا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم اَجْمَعِیْن سے پُوچھ لو، کیونکہ ان سب نے رَسُولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے (میرے مُتَعَلِّق) یہ فضائل سُن رکھے ہیں۔ کیا میری اِس نصیحت میں تمہارے لئے کوئی ایسی بات نہیں جوتمہیں میرا خُون بہانے سے روک سکے؟ پھر آپ نے فرمایا:اگر تمہیں میری بات میں یا میرے مُتَعَلِّق نبی کا نواسہ ہونے میں کوئی شک ہو تو خُدا کی قسم! مَشْرِق و مَغْرِب میں میرے سِوا تم میں یا تمہارے سِوا کسی اور قوم میں کوئی نبی کا نواسہ موجود نہیں۔ ذرا بتاؤ تو سہی! کیا تمہیں مجھ سے اپنے کسی مقتول کا

بدلہ طَلَب کرنا ہے یا میں نے تمہارا مال ضائع کر دِیا ہے کہ اُس کے بدلے مال چاہتے ہو؟ یا پھراپنے زخمیوں کا قِصاص دَرکار ہے(آخر کس چیز کا بدلہ چاہتے ہو)؟ وہ بَد بَخْت خاموش رہے،آپ نے فرمایا: کیا تم لوگوں نے ہی مجھے خُطُوط بھیج کر نہیں بُلوایا تھا؟وہ صاف مُکَر گئے اور بولے:ہم نے تو ایسا نہیں کیا تھا۔آپ نے فرمایا:کیوں نہیں، خُدا کی قسم! تم ہی لوگوں نے تو ایسا کیا تھا۔ پھرفرمایا: اے لوگو!اگر تم میری بیعت کرنا پسند نہیں کرتے تو مجھے چھوڑ دو تاکہ میں کسی محفوظ جگہ چلا جاؤں۔بدنصیب قَیْس بن اَشْعَث بولا:آپ اِبنِ زِیاد کےحکم کے آگے سرِ تسلیم خَم کرلیں(تو آپ کو چھٹکارا مل سکتا ہے)آپ نےفرمایا: اللہ کی قسم!میں ہرگزاس کی بیعت نہیں کروں گا۔اللہکے بندو!میں اپنے اور تمہارے رَبِّ کریم کی پناہ لیتا ہوں، اِس بات سے کہ تم مجھے سنگسار کرو۔ میں تمہارے اور اپنے رَبِّ کریم کی پناہ لیتا ہوں، ہر اُس مُتَکَبِّر سے جو حِساب کے دن پر یقین نہیں رکھتا۔(1)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بدبخت یزیدیوں نے نصیحت پرمشتمل آپ کےاس کریمانہ انداز کا جواب

---

[1] ... الکامل فی التاریخ،3/219-218ملتقطاً وملخصاً

سخت اذیتیں اور تکلیفیں پہنچا کر دیا مگرآپ کو مصیبتوں کا ہجوم راہِ حق سے نہ ہٹا سکا اور آپ کے عزم و استقلال میں کوئی کمی نہ آئی، حق وصداقت کا حامی مصیبتوں کی بھیانک گھٹاؤں سے نہ ڈرا اور دِین حق کا شیدائی دنیا کی آفتوں کو خیال میں نہ لایا۔ اگر آپ یزید کی بیعت کرلیتے تووہ تمام لشکر آپ کے قدموں میں ہوتا، آپ کا احترام کیا جاتا، خزانوں کے منہ کھول دئیے جاتے اور دولتِ دنیا قدموں پر لُٹا دی جاتی، مگرجس کا دل حُبِّ دنیاسے خالی ہو اور دنیاکی ناپائیداری کا راز جس پر واضح ہو،وہ دنیا کے نمائشی رنگ و رُوپ پر کیا نظر ڈالے۔

حضرت سیّدنا امامِ حسینرَضِیَ اللہُ عَنْہ نے راحتِ دنیا کے منہ پر ٹھوکر ماردی اور راہِ حق میں پہنچنے والی مصیبتوں کاخوش دلی سے استقبال کیا اور اس قدر آفتوں اور بلاؤں کے باوجود یزید جیسے فاسقِ مُعْلن(یعنی اعلانیہ گناہ کرنے والے)شخص کی بیعت کا خیال بھی اپنے دل میں نہ آنے دیا ، اپنا گھر لُٹانا اور خود کو قربان کرنا منظور کر لیا مگر شریعت کی خلاف ورزی گوارا نہ فرمائی اور اسلام کی عزت پر حرف نہیں آنے دیا۔ خدا

کی قسم! میدانِ کربلا میں کربلا والوں کا اسلام کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا، رہتی دُنیا کےمسلمانوں کیلئے بہت بڑی کرم نوازی تھی۔آئیے! دسویں محرم کو ہونے والے واقعات سنتی ہیں چنانچہ

10 محرم الحرام اور خاندانِ رسالت

دسویں محرم کا قیامت نُمادن آیا۔ جمعہ کی صبح حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اپنے تمام رُفقاءِ اہلِ بیت کے ساتھ فجر کے وقت اپنی عمر کی آخری نماز باجماعت نہایت ذوق و شوق و خشوع کے ساتھ ادافرمائی۔ پیشانیوں نے سجدوں میں خوب مزے لئے، زبانوں نے قرأت و تسبیحات کے لطف اٹھائے۔ نماز سے فراغت کے بعد خیمہ میں تشریف لائے، دسویں محرم کا سورج طلوع ہونے والا ہے، امامِ عالی مقام رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور ان کے تمام رفقاءِ واہل بیت تین دن کے بھوکے پیاسے ہیں،پانی کا ایک قطرہ میسر نہیں آیا اور ایک لقمہ حلق سے نہیں اترا، بھوک پیاس سے جس قدر کمزوری کا غلبہ ہوجاتا ہے اس کابس وہی لوگ کچھ اندازہ کرسکتے ہیں جنہیں کبھی دو تین وقت کے فاقہ کی نوبت آئی ہو۔

پھر بے وطنی ، تیز دھوپ، گرم ریت ، گرم ہوائیں ۔ ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے کیلئے بیس(20) سے بائیس(22) ہزار فوج اور تازہ دم لشکر، تیر تلوار اور نیزوں سے مسلح صفیں باندھے موجود ہے، جنگ کا نقارہ بجادیا گیااور مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے فرزند اور فاطمۃ الزہرا رَضِیَ اللہُ عَنْہاکے شہزادے امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو مہمان بناکر بلانے والی قوم نے جانوں پر کھیلنے کی دعوت دی۔[1]

حضرتِ حُر پر امام حسین کی نصیحتوں کا اثر

عاشورا کی صبح امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے خیمہ اطہر سے نکل کر اپنے بَہتّر (72)۔ ساتھیوں، بتیس(32) سواروں ، چالیس (40)پیادوں کا لشکر ترتیب دیا ۔ مخالفین کے لشکر میں اس وقت صرف حضرتِ حُر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ ہی وہ واحد شخص تھے جن پر امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُکی باتوں کا اثر ہوا ،یہ وہ ہی حُر ہیں جنھوں نے سب سے پہلے امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور آپ کے ساتھیوں کو ایک ہزار فوج کے

[1]...البدایۃ والنہایۃ،5/685ملخصاً

ساتھ کوفہ کے راستے میں روکا اور گھیر کر کربلا کی زمین تک لائے ۔

جب عمر بن سعد جنگ کے اِرادے سے آگے بڑھا توحضرت حُر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ مجبوراً لشکر کے ساتھ امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی طرف بڑھے مگریوں کہ بدن کانپ رہا ہے۔یہ حالت دیکھ کر ان کے ایک ہم قوم نے کہا :تمہارا یہ کام شبہ میں ڈالتا ہے ،میں نے کسی لڑائی میں تمہاری یہ کیفیت نہ دیکھی، مجھ سے اگر کوئی پوچھتاہے کہ تمام اہلِ کوفہ میں بہادرکون ہے ؟تو میں تمہارا ہی نام لیتاہوں ۔حضرتِ حُر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے کہا :میں سوچتاہوں کہ ایک طرف جنت کے خوش رنگ پھول کھلے ہیں اور ایک جانب جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلے بلند ہورہے ہیں اور میں اگر پُرزے پُرزے کر کے جلا دیا جاؤں توجنت چھوڑنا گوارا نہ کروں گا۔ یہ کہہ کر گھوڑے کو ایڑ لگائی اور امام عالی مقامرَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔عرض کی:اللہ پاک مجھے آپ پر قربان کرے ،میں وہی ہوں جس نےآپ کوواپس جانے سے روکا تھا ، جس نے آپ کو حراست میں لیا،خداکی قسم! مجھے یہ گمان نہ تھا کہ یہ بدبخت لوگ آپ کی بات نہ مانیں گے اور یہاں تک نوبت پہنچائیں گے ، اب میں توبہ کر

کے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں اوراپنی جان آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پر قربان کرنا چاہتا ہوں ،کیامیری توبہ قبول ہو جائے گی ؟فرمایا:ہاں!اللہ پاک توبہ قبول کرنے والااورگناہ بخش دینے والا ہے ۔

حضرتِ حُر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ یہ سن کر اپنی قوم کی طرف پلٹے اور فرمانے لگے: کیا وہ باتیں جو امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے پیش کی تھیں تمہیں منظورنہیں ؟ابن سعد نے کہا:ان کا ماننا میری قدرت سے باہر ہے۔حضرتِ حُر نے کہا :اے کوفیو! تمہاری مائیں بے اولاد ہوں ، تمہاری ماؤں کوتمہارا رونانصیب ہو ،کیا تم نے امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو دشمنوں کے ہاتھ میں دے دینے کے لئے بلایا تھا؟ کیاتم نے وعدہ نہ کیا تھا کہ اپنی جانیں ان پر نثارکر وگے ؟اوراب تم ان کے قتل پرآمادہ ہو ؟یہ بھی منظورنہیں کہ وہ اللہ پاک کے کسی شہر میں چلے جائیں جہاں وہ اور اُن کے بال بچے امان پائیں،تم نے انہیں قیدی بنا رکھا ہے ،فُرات کا بہتا پانی جسے خدا کے دشمن پی رہے ہیں ،امام حسینرَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور ان کے بچوں پربند کیا گیا ہے، پیاس کی تکلیف نے انہیں زمین سے لگادیاہے،تم نے کیابُرامعاملہ کیا محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ

واٰلِہٖ وسلَّم کی اولاد سے۔ اگر تم توبہ نہ کرو اور اپنی حرکتوں سے باز نہ آؤ تو اللہ پاک تمہیں قیامت کے دن پیاسا رکھے۔ (1)

مقابلے کا باقاعدہ آغاز

اس کے جواب میں یزیدی لشکر نے حضرتِ حُر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ پر پتھر پھینکنے شروع کئے، آپ نے نہایت شجاعت کے ساتھ یزیدی لشکر کے ساتھ جنگ کی،دشمنوں نے چاروں طرف سے آپ کو گھیر لیا۔ (2)

حضرتِ حُر زخمی ہو کرگرے امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کوآوازدی، حضرت امام حسین بے قرار ہوکرتشریف لائے اور حضرت حُر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو اٹھا لائے ،زمین پر لٹا دیا اور ان کاسر اپنے زانوپر رکھ کر پیشانی اور رخساروں کی گرد دامن سے پونچھنے لگے۔ حضرتِ حُر نے آنکھ کھولی اوراپناسر امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے زانو پرپاکرمسکرائے اور عرض کی: حضور!اب تو مجھ سے خوش ہوئے؟ فرمایا: ہم راضی ہیں ،اللہ بھی تم سے راضی ہو۔ حضرتِ حُر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے یہ

---

1 ... الکامل فی التاریخ،3/421ملخصاً

2 ...آئینۂ قیامت،ص62

سنا اور اپنی جان امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پر قربان کردی ۔[3]

پیاری پیاری اسلامی بہنو! غور کیجئے! حضرتِ حر پر امام حسین کی نصیحتوں نے کیسا اثر کیا کہ آپ نے اپنی جان امام حسین پر قربان کردی۔اے کاش! ہم پر بھی ہمارے بزرگوں کی نصیحتیں اثر کر جائیں اور ہم بھی اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں ان کے احکامات اور سنتوں کو مضبوطی سے اپنالیں۔اسی طرح ایک ماں نے اپنے لال کو جو کہ صرف سترہ(17) دن کا دولہا تھا کیسے امام حسین کی محبت میں قربان کیا آئیے **اس کربلا کے حسینی دُولھا کی درد بھری داستان** سنتی ہیں چنانچہ

حُسینی دُولھا

حضرتِ سیِّدنا وَہب ابن عبداللہ کلبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ قبیلہ بنی کلب کے نیک خُو اور خوبرو جوان تھے، صِرف سترہ روز شادی کو ہوئے تھے کہ والدۂ ماجِدہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا تشریف لائیں جو ایک بیوہ خاتون تھیں اور جن کی ساری کمائی اور گھر کا چَراغ یہی ایک نو جوان بیٹا تھا۔والدہ نے رونا شروع کر دیا۔ بیٹا حیرت میں آ کر ماں سے پوچھتا ہے: پیاری

[3]...آئینۂ قیامت،ص67

ماں ! رنج و ملال کا سبب کیا ہے؟ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے اپنی عمر میں کبھی آپ کی نافرمانی کی ہو، نہ آئندہ ایسی جرأت کر سکتا ہوں۔ آپ کی اطاعت و فرماں برداری مجھ پر فرض ہے اور میں اِنْ شَآءَاللہ زندگی بھر مُطیع و فرماں بردار ہی رہوں گا۔ ماں ! آپ کے دل کو کیا صدمہ پہنچا اور آپ کو کس غم نے رُلایا؟

سعادت مند اکلوتے بیٹے کی یہ سعادت مندانہ گفتگو سُن کر ماں اوربھی چیخ ما ر کر رونے لگی اور کہنے لگی: اے فرزند ! تُو میری آنکھ کا نور، میں نے اپنی جان گھلا گھلا کر تیری جوانی کی بہار پائی ہے۔ ایک پَل تیری جدائی اور ایک لمحہ تیرا فِراق مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتا۔میں نے تجھے اپنا خونِ جگر پلایا ہے۔ آج اِس وقت میدانِ کربلا میں نواسۂ رسول ، مولٰی مشکل کشا کا لال، خاتونِ جنّت کا نونہال، ظلم وستَم سے نِڈھال ہے۔ میرے لال! کیا تجھ سے ہو سکتا ہے کہ تُو اپنی جان ان کے قدموں پر قربان کر دے ! اِس زندگی پر ہزار افسوس ہے کہ ہم زندہ رہیں اور سلطانِ مدینۂ منوَّرہ ، شہنشاہِ مکۂ مکرَّمہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا لاڈلا شہزادہ ظلم و جَفاکے ساتھ شہید کر دیا جائے۔ اگر تجھے میری مَحَبَّتیں کچھ یاد ہوں اور تیری

پرورش میں جومشقّتیں میں نے اٹھائی ہیں ان کو تُو بھولا نہ ہو تو اے میرے چمن کے مہکتے پھول ! تُوپیارے حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے سر پر صَدقے ہو جا۔سیِّدُنا وَہب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے عرض کی: یہ جان شہزادہ حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پر قربان ہو میں دل و جان سے آمادہ ہوں ، ایک لمحہ کی اجازت چاہتا ہوں تاکہ اُس بی بی سے دو باتیں کر لوں جس نے اپنی زندگی کے عیش و راحت کا سہرا میرے سر پر باندھا ہے اور جس کے ارمان میرے سوا کسی کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے ۔ اس کی حسرتوں کے تڑپنے کا خیال ہے، اگر وہ چاہے تو میں اس کو اجازت دے دوں کہ وہ اپنی زندگی کوجس طرح چاہے گزارے۔زوجہ کی طرف آئے اور اسے خبردی کہ فرزندِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ، گلشنِ مولٰی علی کے مہکتے پھول میدانِ کربلا میں رَنجیدہ ہیں۔ غَدّاروں نے ان پر نَرغہ کیا ہے۔ میری تمنّا ہے کہ ان پر جان قربان کروں۔ یہ سن کر نئی دُلہن کہنے لگی : افسوس کہ میں اس جنگ میں آپ کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ شریعتِ اِسلامیہ نے عورتوں کو لڑنے کے لئے میدان میں آنے کی اجازت نہیں دی۔ افسوس ! اِس سعادَت میں میرا حصّہ نہیں کہ تیرے ساتھ میں بھی دشمنوں سے لڑ کر امام عالی

مقام رَضِیَ اللہُ عَنْہ پر اپنی جان قربان کروں۔ سبحٰنَ اللہ آپ نے توجنت کا ارادہ کر لیا وہاں حُوریں آپ کی خدمت کی آرزُومند ہو ں گی۔ بس ایک کرم فرما دیں کہ جب سردار انِ اہلِ بیت عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کے ساتھ جنّت میں آپ کیلئے نعمتیں حاضِر کی جائیں گی اور جنّتی حُوریں آپ کی خدمت کیلئے حاضِر ہوں ، اُس وَقت آپ مجھے بھی ساتھ رکھیں۔حضرت وہب اپنی اُس نیک دُلہن اور برگُزِیدہ ماں کو لے کر امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی خدمت میں حاضِر ہوئے ۔ دُلہن نے عرض کی:اے اِبْنِ رسول!یہ حُضُورپر جاں نثاری کی تمنّا رکھتے ہیں۔ اور میں نہایت ہی بے کس ہوں ، کوئی ایسے رِشتہ دار بھی نہیں جو میری خبر گیری کر سکیں۔ التجا یہ ہے کہ محشر میں میری "ان"سے جُدائی نہ ہو اور دنیا میں مجھ غریب کو آپ کے اہلِ بیت اپنی کنیزوں میں رکھیں اور میری تمام عمر آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی پاک بیبیوں رَضِیَ اللہُ عَنْہُنَّ کی خدمت میں گزر جائے۔

سیِّدُنا وَہب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ نے بھی عرض کر دی کہ یا امامِ عالی مقام! اگر حُضُور تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت سے مجھے جنّت ملی تو میں عرض کروں گا : یَارَسُولَ اللہ! صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یہ بی بی میرے

ساتھ رہیں ۔

حضرت وہب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ امامِ عالی مقام رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے اجازت لے کر میدان میں چل دیئے۔ جو سامنے آیا تلوار سے اُس کا سر اڑایا ۔ سرکشوں کے سروں کا انبار لگا دیا۔ نااہلوں کےجسم خاک و خون میں تڑپتے نظر آنے لگے۔لڑتے ہوئے اچانک واپس ماں کے پاس آ کر عرض کی :والدہ تُو مجھ سے اب تو راضی ہوئی! اور دُلہن کے پاس پہنچے جو بے قرار رو رہی تھی اور اس کو صَبر کی تلقین کی ۔اتنے میں دشمنوں کی طرف سے آواز آئی: ھَل مِنْ مُّبَارِز؟ یعنی کوئی ہے مقابلہ پر آنے والا ؟ سیِّدُنا وَہب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ گھوڑے پر سَوار ہو کر میدان کی طرف روانہ ہوئے ۔ نئی دُلہن ٹکٹکی باندھے اُن کو جاتا دیکھ رہی ہے اور آنکھوں سے آنسوؤں کے دریا بہا رہی ہے۔

حضرت وہب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ میدان میں پہنچے ،اس وقت میدان میں دشمنوں کی طرف سے ایک مشہور سَوار حَکَم بن طفیل سامنے آیا ،سیِّدُنا وَہب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے ایک ہی حملے میں اس کو نیزہ پر اٹھا کر اس طرح زمین پر دے مارا کہ ہڈّیاں چکنا چُور ہو گئیں اور دونوں لشکروں میں شور مچ گیا، دشمنوں میں مقابلے کی ہمت نہ رہی۔

دشمنوں میں سے جو بھی سامنے آتا اس کو نیزہ کی نوک پر اٹھا کر خاک پر پٹخ دیتے ۔ یہاں تک کہ نیزہ پارہ پارہ ہو گیا۔جب دشمن حضرت وہب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ پر قابو نہ پا سکے اور اس جنگ سے تنگ آ گئے تو عَمرو بن سعد نے حکم دیا کہ سپاہی اس نوجوان کے گرد ہُجوم کر کے حملہ کریں اور ہر طرف سے یکبارگی ٹوٹ پڑیں چُنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب حضرت وہب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ زخموں سے چور ہو کر زمین پر تشریف لائے توان پتھر دل لوگوں نے ان کا سر کاٹ کر حُسینی لشکر کی طرف اُچھال دیا ۔ ماں اپنے لختِ جگر کے سر کو اپنے منہ سے ملتی تھی اور کہتی تھی: اے بیٹے، میرا بہادر بیٹے! اب تیری ماں تجھ سے راضی ہوئی۔ پھر وہ سر اسکی دُلہن کی گود میں لا کر رکھ دیا۔ دُلہن نے ایک جُھر جُھری لی اور اُسی وقت اس کی روح حُسینی دولھا سے ہم آغوش ہوگئی۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! سنا آپ نے اہلِ بیت اطہار عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی محبت اور جذبۂ شہادت بھی کیسی

[1]...سوانحِ کربلا،ص141تا146ملخصاً

عظیم نعمتیں ہیں صرف سترہ دن کا دولہا میدانِ جنگ میں دشمنوں کے لشکرِ جرار سے تنِ تنہا ٹکرا گیا اور جام شہادت نوش کرکے جنت کا حق دار ہو گیا۔ حسینی دولہا کی والدۂ محترمہ اوراس دلہن پربھی کروڑوں سلام!کس قدر بلند حوصلے کے ساتھ ماں نے اپنے لال کو اور دلہن نے اپنے سہاگ کو امام عالی مقام، امام عرش مقام، امامِ حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے قدموں پر قربان ہوتے دیکھا۔ اللہ پاک ایسی بلندرتبہ خاتونان اسلام کے جذبۂ ایمانی کا کوئی ذرہ ہمیں بھی نصیب کر ے کہ ہم بھی اپنی اولاد کو دین اسلام کی خاطر قربانیوں کیلئے پیش کریں۔

کربلا کے جاں نثاروں   فاطِمہ زَہرا کے پیاروں
کو سلام   کو سلام
یاحسین ابنِ علی   آپ کے سب جاں
مُشکل کُشا   نثاروں کو سلام
جو حسینی قافلے میں   کہتا ہے عطارؔ ساروں
تھے شریک   کو سلام

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! محرم الحرم میں ایسا واقعہ رونما ہوا جو ہر مسلمان کو غمگیں کر

دیتا ہے،اہلِ بیت پر مصیبت کے پہاڑ ٹوٹے ، واقعۂ کربلا سن کر بِلاقصدو اِرادہ غمگین ہو جانا،بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو جانا انسان کے اختیار میں نہیں بلکہ یہ تو ایمان و محبتِ اہلِ بیت کا تقاضا ہے لیکن جان بوجھ کر ایسا ماحول بنانا، رونا پیٹنا،چیخنا یہ شرعًا جائز نہیں ہے ۔

فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے: ا ہلِ بیتِ کرام کے فضائل اور ذکرِ شہادت شریف بیان کرنا سنانا عین ثواب و سعادت ہے جبکہ بیان کرنے سے مقصود ا ہلِ بیت کی فضیلت اور ان کے صبر و استقامت کا بیان ہو مگر غم پروری کا حکم شریعت میں نہیں ،نہ غم و ماتم کی مجلس بنانے کی اجازت،نہ ایسی باتیں کہی جائیں جس میں اہلِ بیت کی بے قدری یا توہین نکلتی ہو، مجالسِ محرم شریف میں ذکرِشہادت شریف جس طرح عوام میں رائج ہے جس سے تجدیدِ حُزن (یعنی غم کو تازہ کرنا) ونوحہ اور (لوگوں کو

رُولانے یا ا ن کا غم تازہ کرنے کے لئے) موضوع ومن گھڑت روایات بیان کرنا حرام ہے۔[1] اللہ پاک ہمیں شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اہلِ بیت کا ذکر کرنے اور سننے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

پیاری پیاری اسلامی بہنو! کربلا کی تاریخ میں امام حسین کے ساتھیوں کی وفا داری کا یہ بہت بڑا کارنامہ رہا کہ جب تک ان میں سے ایک بھی باقی رہا امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے خاندان کے کسی فرد کو انہوں نے میدان میں نہیں جانے دیا بلکہ خاندان اہل بیت کے کسی فرد کو تکلیف تک نہ پہنچنے دی ،اہل بیت پر اپنی جانیں قربان کرتے گئے جب امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کےتمام ساتھی شہید ہو گئے تو پھر اہل بیت کے شہزادوں نے میدان کا رخ کیا ۔سب سے پہلے جودشمنوں کے مقابلہ پرتشریف لائے وہ امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے صاحبزادے حضرت علی اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ تھے۔آئیے!حضرت علی اکبر کی اپنے والد امام حسین سے میدان جنگ میں جانے کی اجازت اور آپ کی شہادت

---

[1]...فتاوی رضویہ،23/738-739ملخصاً

کا واقعہ سنتی ہیں چنانچہ

علی اکبر کا میدانِ جنگ میں جانے کے لئے اجازت

امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے سامنے ان کے نورِ نظرحضرت علی اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ حاضر ہوتے ہیں، میدان کی اجازت چاہتے ہیں، مِنَّت وسَماجَت ہورہی ہے، عجیب وقت ہے، چہیتا بیٹا شفیق باپ سے گردن کٹوانے کی اجازت چاہتاہے آج اس کی یہ تمنا یہ التجا مہربان والد کے دل وجگر پر کیا اثر کرتی ہوگی۔ اجازت دیں تو کس بات کی! گردن کٹانے اور خون بہانے کی!بیٹے کی شہادت کی آرزو اور اِصرا ر اس حد پر تھا کہ امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو اجازت دینا ہی پڑی۔ حضرت امام رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اپنے بیٹے علی اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو خود گھوڑے پر سوار کیا، اس وقت اہل بیت رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ کی بیبیوں بچوں پر کیا گزر رہی تھی جن کا تمام کنبہ و قبیلہ بھائی ،بیٹے سب شہید ہوچکے تھے اور ایک جگمگاتا ہوا چراغ بھی آخری سلام کررہاتھا۔ان تمام مصائب کواہل بیت رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ نے اللہ پاک کی رضا کے لئے بڑے اِسْتِقْلال کے ساتھ برداشت کیا

اور یہ انھیں کا حوصلہ تھا۔[1]

علی اکبر کی شہادت

حضرت علی اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ خیمہ سے رخصت ہوکر میدان کی طرف تشریف فرما ہوئے، آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے بہادری کے ساتھ دشمن سے مقابلہ کیا ،تین دن کے بھوکے پیاسے تھے لڑتے لڑتے آپ پر پیاس کی شدت ہوئی،میدان سے واپس والد محترم سیدنا امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: والد محترم پیاس کی بہت شدت ہے۔امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا:میرے لختِ جگر !حوضِ کوثر سے سیرابی کا وقت قریب آگیاہے، دستِ مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم سے وہ جام ملے گا جس کی لذت نہ تصور میں آسکتی ہے نہ زبان بیان کرسکتی ہے۔ یہ سن کرحضرت علی اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو خوشی ہوئی اور وہ پھر میدان کی طرف لوٹ گئے اس مرتبہ دشمنوں نے یکبارگی چاروں طرف سے گھیر کر حملے کرنا شروع کردئیے۔آپ بھی حملہ فرماتے رہے اور دشمن ہلاک ہوکر خاک وخون میں لوٹتے رہے لیکن چاروں طرف سے نیزوں کے

---

[1] …سوانحِ کربلا،ص152ملتقطاً

زخموں نے تنِ نازنین کو چکنا چور کردیا اور چمنِ فاطمہ کا گلِ رنگیں اپنے ہی خون میں نہا گیا،آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ گھوڑے سے زمین پر گرے۔ آپ نےاپنے والدکو آواز دی،امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ گھوڑا دوڑا کر میدان میں پہنچے اور جانباز نونہال کومیدان جنگ سے اٹھا کر خیمہ میں لائے، اس کا سرگود میں لیا، حضرت علی اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے آنکھ کھولی اور اپنا سر والد کی گود میں دیکھ کر فرمایا:والد محترم میں دیکھ رہا ہوں آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں جنتی حوریں شربت کے جام لئے انتظار کررہی ہیں -یہ کہا اور جان، جانِ آفریں کے سپرد کی۔ (1)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اہل بیت کا صبرو تحمل اللہ اکبر! پانی کانام و نشان نہیں، بھوکے پیاسے فرزند تڑپ تڑپ کر جانیں دے چکے ہیں،عزیز واقارب، دوست واحباب، خادم ،اولاد سب باری باری امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پر اپنی جانیں قربان کرچکے ہیں۔ اہل بیت کے قافلے میں سناٹا ہوگیا ہے۔ آلِ رسول نے صبرو رِضا کا وہ امتحان دیا جس نے دنیا کو حیرت میں ڈال دیاہے۔ بڑے

[1]...سوانحِ کربلا،ص156ملخصاً

سے لے کر بچے تک سب امتحان میں مبتلا تھے۔علی اکبر کے بعد اب باری تھی ننھے علی اصغر کے امتحان کی چنانچہ

ننھے علی اصغرکی شہادت

علی اکبر کے بعد امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ خیمے میں تشریف لا کر اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو(جو عوام میں علی اصغر مشہور ہیں) گود میں اٹھاکر میدان میں لائے، ایک شقی نے تیر مارا کہ گود ہی میں ذبح ہوگئے ۔(1)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ذرا سوچئے! ننھے **علی اصغر** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ **کے پیاسے گلے پر جب تیر لگا ہوگااور یہ شدّتِ کَرب سے اپنے باباجان** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ **کی گود میں تڑپا ہوگا اور پھر جُھر جُھری لے کر دَم توڑا ہوگا اُس وقت جگرگوشۂ بَتول** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا **نواسۂ رسول** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **سیّدُنا امامِ عالی مَقام حضرتِ امام حسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ **کے رَنج و اَلَم کا کیا عالَم ہوگا۔** یقیناً اس دل دکھانے والے معرکے میں

[1]...آئینۂ قیامت،ص72

امتحان سبھی کا منظور تھا، مگرامام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا اصلی اوردوسرں کا طُفِیلی، اگرایسا نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ جوصرف امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ہی کے دشمن اور امام ہی کے خون کے پیاسے تھے وہ پہلے امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو ہی شہید کرتے۔

امام زین العابدین کا جذبہ

اب وہ وقت آیا کہ جاں نثار ایک ایک کرکے رخصت ہوچکے اور امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پر جانیں قربان کرگئے،اب تنہا حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ہیں اور ایک فرزند حضرت امام زین العابدین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ وہ بھی بیمارو ضعیف۔ بیماری کے باوجود خیمہ سے باہر آئے اور امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو تنہا دیکھ کر میدان جنگ میں جانے اور اپنی جان نثار کرنے کیلئے نیزہ ہاتھ میں لیا لیکن بیماری، سفر کی کوفت، بھوک پیاس، متواتر فاقوں اور پانی کی تکلیفوں سے کمزوری اس قدر بڑھ گئی تھی کہ کھڑے ہونے سے بدن مبارک لرزتا تھا،اس کے باوجود ہمت مَردانہ کایہ حال تھا کہ میدان جنگ میں جانے کا ارادہ کر لیا ۔ حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے

فرمایا:بیٹے! لوٹ آؤ ، میدان جانے کا ارادہ نہ کرو،میں کنبہ قبیلہ، عزیز و اقارب ، خدا م جو ہمراہ تھے راہِ حق میں نثار کرچکا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ان مصائب کو اپنے نانا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے صدقے صبرو تحمل کے ساتھ برداشت کیا اور اب اپنا وُجود بھی راہِ خدامیں نذر کرنے کیلئے حاضر ہے۔ تمھاری ذات کے ساتھ بہت امیدیں وابستہ ہیں، اہلِ بیت کو وطن تک کون پہنچائے گا، عورتوں کی دیکھ بھال کون کریگا،میری نسل کس سے چلی گی، حسینی سیدوں کا سلسلہ کس سے جاری ہوگا، یہ سب تو قعات تمھاری ذات سے وابستہ ہیں۔ آخری چراغ تم ہی ہو، تمھاری ہی روشنی سے دنیا روشن ہوگی ۔ لختِ جگر ! یہ تمام کام تمھارے ذمہ کئے جاتے ہیں، میرے بعد تم ہی میرے جانشین ہوگے، تمھیں میدان جانے کی اجازت نہیں ہے۔(1)

امام حسین کی شہادت

امام حسین نے امام زین العابدین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو یہ تمام ذمہ داریاں سونپیں اورخود جنگ کے لئے تیار ہوئے،

---

[1]...سوانحِ کربلا،ص162ملخصاً

قبائے مصری پہنی اور عمامۂ رسولِ خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم سر پر باندھا، حضرت حیدرِ کَرَّار کی تلوار اٹھائی۔اہلِ خیمہ نے اس منظر کو کس طرح دیکھا ہوگا، امام میدان جانے کیلئے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اس وقت اہل بیت کی بےکسی انتہا کو پہنچتی ہے اور اُن کا سردار اُن سے ہمیشہ کیلئے جدا ہوتا ہے، اہل بیت عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے گِرد یتیمی منڈلائی پھررہی ہے، ازواج سے سہاگ رخصت ہورہاہے، دُکھے ہوئے اور زخمی دل امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی جدائی سے کٹ رہے ہیں،بیکس قافلہ حسرت کی نگاہوں سے امام کے چہرۂ دل افروز پر نظر کررہا ہے، سکینہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کی ترسی ہوئی آنکھیں اپنے والد کا آخری دیدار کررہی ہیں، آن دو آن میں یہ جلوے ہمیشہ کیلئے رخصت ہونے والے ہیں، اہل خیمہ کے چہروں سے رنگ اڑگئے ہیں، حسرت ویاس کی تصویریں ساکت کھڑی ہوئی ہیں، نہ کسی کے بدن میں جنبش ہے نہ کسی کی زبان میں تابِ حرکت نورانی، آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے ہیں اورخاندانِ مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم بے وطنی اور بے کسی میں اپنے سروں سے رحمت و کرم کے سائے کو رخصت کررہاہے۔ حضرت امام رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اپنے اہل بیت کو

صبر کی تلقین فرمائی۔ رضائے الٰہی پر صابر و شاکر رہنے کی ہدایت کی اور سب کو سپردِ خدا کرکے میدان کی طرف رخ کیا، اب نہ قاسم ہیں نہ ابوبکر وعمرنہ عثمان وعون نہ جعفر و عباس عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جوحضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو میدان جانے سے روکیں اور اپنی جانوں کو امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پر فداکریں۔ علی اکبر رَضِیَ اللہ عَنْہُ بھی آرام کی نیند سوگئے جو حصولِ شہادت کی تمنا میں بے چین تھے۔ تنہا امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ہیں اور آپ ہی کو دشمنوں کے مقابل جانا ہے۔خیمہ سے چلے اور میدان میں پہنچے،مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرزند راہِ حق میں گھر لٹاکر، کنبہ کٹا کرسر بکف موجود ہے۔

اس کے بعد آپ نے ایک خطبہ فرمایا حمدوصلوٰۃ کے بعد فرمایا:" اے قوم !خدا سے ڈرو جو سب کا مالک ہے، جان دینا، جان لینا سب اس کے قدرت و اختیار میں ہے۔ اگر تم خداوندِ عالَم پر یقین رکھتے اور میرے نانا حضرتِ محمد مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم پر ایمان لائے ہوتو ڈرو کہ قیامت کے دن میزانِ عدل قائم ہوگی، اعمال کاحساب کیاجائے گا۔ میرے والدین محشر میں اپنی آل کے بے گناہ خونوں کامطالبہ کریں گے۔ حضور سیدِ انبیا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم

جن کی شفاعت گنہگاروں کی مغفرت کا ذریعہ ہے اور تمام مسلمان جن کی شفاعت کے امید وار ہیں وہ تم سے میرے اور میرے جاں نثاروں کے ناحق خون کا بدلہ چاہیں گے، تم میرے اہل و عیال،دوست احباب ،بچوں اور نوجوانوں میں سے سَتَّر(70) سے زیادہ افراد کو شہید کرچکے اور اب میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہو، خبردار ہوجاؤ کہ یہ دنیا کا عیش و عشرت ہمیشہ کے لئے نہیں ہے ، اگر تم حکمرانی چاہتے ہو تو مجھے موقع دو میں عرب چھوڑ کر دنیا کے کسی اور حصے میں چلا جاؤں۔ اگر یہ کچھ منظورنہ ہو اور اپنی حرکات سے باز نہ آؤ تو ہم اللہ پاک کے حکم اور اس کی مرضی پر صابر و شاکر ہیں۔

امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی مبارک زبان سے یہ کلمات سن کر کوفیوں میں سے بہت لوگ روپڑے، دل سب کے جانتے تھے کہ وہ ظلم کر رہے ہیں اور یہ بھی سب کو یقین تھا کہ امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ حق پر ہیں۔ سردارِ انبیا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا نورِ نظر ، خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا لختِ جگر بے کسی بھوک پیاس کی حالت میں آل واصحاب کی جدائی کا زخم دل پر لئے ہوئے گرم ریگستان میں بیس ہزار کے لشکر کے

سامنے تشریف فرما ہے،اپنے فضائل اور اپنی بے گناہی سے دشمنوں کو ا چھی طرح آگاہ کردیا اور بار بار بتادیا کہ میں جنگ کے اِرادے سے نہیں آیا اور اس وقت تک ارادۂ جنگ نہیں ہے اب بھی موقع دو تو واپس چلا جاؤں۔ مگر بیس ہزار کی تعداد امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو بے کس و تنہا دیکھ کر جوشِ بہادری دکھانا چاہتی ہے۔

جب امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اطمینان فرمایاکہ ان سیاہ دل لوگوں کے لئے کوئی عذر باقی نہ رہا اور وہ کسی بھی طرح ناحق خون بہانے اور ظلم کرنے سے باز آنے والے نہیں تو امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: تم جو اِرادہ رکھتے ہو پورا کرو اور جس کو میرے مقابلہ کے لئے بھیجنا چاہتے ہو بھیجو۔

دشمنوں کو اب یہ اطمینان تھا کہ حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے سوااب اور توکوئی باقی ہی نہ رہا، یہ کب تک لڑیں گے ۔ پیاس کی حالت، دھوپ کی تپش نڈھال کرچکی ہے۔ جہاں تک ہو ایک ایک مقابل کیا جائے ،کوئی تو کامیاب ہوگا اس طرح دشمنوں میں سے تازہ دم اور نئے نئے بہادر حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے مقابل آتے رہے مگر جو بھی سامنےآتا امام

حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے ایک ہی وار میں اس کا قصہ تمام ہوجاتا۔زمینِ کربلا میں دشمنوں کی لاشوں کے انبار لگ گئے،دشمنوں کے لشکر میں شور برپا ہوگیا کہ جنگ کا یہ انداز رہا تو حیدر کا شیر کوفہ کی عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر دے گا اور اس کی تلوار سے کوئی بچ کر نہیں جاسکے گا ، موقع مت دو اور چاروں طرف سے گھیر کر یکبار گی حملہ کرو۔ یہی صورت اختیارکی گئی ، ہزاروں کے لشکر نے حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو گھیر لیا اور تلوار یں برسانی شروع کیں لیکن ان بد بختوں کی یہ تدبیر بھی انہیں بچا نہ سکی ،اکیلے امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے ہزاروں کے لشکر کو تہس نہس کر دیا ۔ دشمن ہیبت زدہ ہوگئے اور حیرت میں آگئے کہ امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے حملے سے بچنا نا ممکن ہے ۔ ہزاروں آدمیوں میں گھرے ہوئے ہیں اور دشمنوں کا سر اس طرح اڑا رہے ہیں جس طرح بادِ خزاں کے جھونکے درختوں سے پتے گراتے ہیں۔ابن سعد اور اس کے مشیروں کو بہت تشویش ہوئی کہ اکیلے امام رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے مقابل ہزاروں کی جماعتیں نا کارہ ہیں۔ کوفیوں کی عزت خاک میں مل گئی، کوفہ کی تمام

نامور جماعتیں ایک حجازی جوان امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے ہاتھ سے جان نہ بچاسکیں۔ تاریخِ عالَم میں ہماری نامردی کا یہ واقعہ اہل کوفہ کو ہمیشہ رُسوا کرتارہے گا، کوئی تدبیر کرنا چاہیے۔ تجویز یہ ہوئی کہ تلواروں سے جنگ میں ہماری ساری فوج بھی اس شیرِ حق سے مقابلہ نہیں کرسکتی،سوائے اس کے کوئی صورت نہیں ہے کہ چاروں طرف سے امام رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پر تیر برسائے جائیں اور جب امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ زخمی ہو جائیں تو نیزوں کے حملوں سےجسم مبارک کو زخمی کیا جائے ۔ تیراندازوں کی جماعتیں ہر طرف سے گھر آئیں اور امامِ تشنہ کام رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو گھیر کر تیر برسانے شروع کر دئیے، گھوڑا اِس قدر زخمی ہوگیا کہ اس میں کام کرنے کی قوت نہ رہی ، ہرطرف سے تیرآرہے ہیں اور امام مظلو م کا مبارک جسم نشانہ بناہوا ہے، نورانی جسم زخموں سے چکنا چور اور لہولہان ہورہاہے،بے شرم کوفیوں نے سنگدلی سے محترم مہمان کے ساتھ یہ سلوک کیا۔ ایک تیر پیشانی اقدس پر لگایہ وہ پیشانی تھی جسے مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم بوسہ دیا کرتے تھے ،ان بے ادبوں نے اس نورانی پیشانی کو تیر

سے گھائل کیا، حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ زخمی ہو کر گھوڑے سے نیچے زمین پر تشریف لے آئے ۔نورانی پیکر خون میں نہا گیا اور آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ شہید ہو گئے۔ (1)

صبر کی عادت بنائیے

پیاری پیاری اسلامی بہنو! میدانِ کربلا میں حضرتِ سَیِّدنا امامِ حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پرجان، مال، اولاد، بھوک، پیاس،خوف اورطعنے بازی جیسی سب آزمائشیں آئیں، آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے ناناجان،دوعالم کے سلطان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا کلمہ پڑھنے والے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے جانی دشمن بن گئے اور آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے،آپ کے بھائیوں، بیٹوں، بھانجوں اور بھتیجوں کوشہیدکیاگیا،آپ کے رفقاء کوتکلیفیں دِی گئیں، آپ کے خاندان والوں کو ستایا گیا، مگرپھربھی آپ ان تمام آزمائشوں میں سرخ رُو ہوئے ، صبرواستقامت کاپہاڑ بنے رہے، رِضائے اِلٰہی پر راضی رہتے ہوئے زبان سے حمدِالٰہی بجالاتے رہے اوران بد بختوں کو برابر نیکی کی دعوت اور اسلام کی تعلیمات دیتے رہے ،ایک لفظ بھی بے صبری کاادا نہ کیا حتّٰی کہ سجدے کی حالت میں اپنی جان کا نذرانہ

1 ...سوانحِ کربلا،ص163-169ملخصاً

بارگاہِ خداوندی میں پیش کردیا۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ان اللہوالوں کی سیرتِ طیبہ پر عمل کرتے ہوئےخوب نیکی کی دعوت عام کریں، مسلمانوں کوگنا ہوں سے بچانے کےلئےکوشاں رہیں، راہِ خدا میں آنے والی مصیبتوں پرصبرکریں اوراس مُبارک دن میں تلاوتِ قرآن،ذِکر ودُرود،صدقہ و خیرات، نوافل کی کثرت اور نذرونیازکی صورت میں ان عظیم ہستیوں کو خراجِ عقیدت پیش کریں اور ان کی بارگاہ میں خوب خوب ایصالِ ثواب کریں۔

پیاری پیاری اسلامی بہنو! کربلا والوں نے اللہ پاک کی رِضا اور دِین اسلام کی سربلندی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردیاتھا۔ لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ان پاکیزہ گھرانے کی سیرت وکردار پر عمل کرکے دنیا وآخرت کو روشن بنائیں اور اللہ پاک کی رِضا وخوشنودی حاصل کریں ۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

صِلۂ رحمی کے نِکات

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کواختتام کی طرف لاتے ہوئےصِلۂ رحمی کے بارے میں چند نِکات سُننے کی سعادت حاصِل کرتی ہیں۔

پہلے دو(2) فرامین مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ ملاحظہ کیجئے: (1)۔ ہر حُسنِ سُلوک صَدَقہ ہے غنی کے ساتھ ہو یافقیر کے ساتھ۔[1] (2) جس نے والدین سے حُسْنِ سُلوک کیا اُسے مُبارَک ہوکہ اللہ پاک نے اُس کی عُمْر بڑھادی۔[2] ★صِلَۂ رحم واجِب ہے اور قَطْعِ رحم حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔[3] ★رشتے داروں کے ساتھ اچّھا سُلوک اِسی کا نام نہیں کہ وہ سُلوک کرے تو تم بھی کرو،یہ چیز تو حقیقت میں مُکافاۃ یعنی اَدلا بَدلا کرنا ہے کہ اُس نے تمہارے پاس چیز بھیج دی تم نے اُس کے پاس بھیج دی، وہ تمہارے یہاں آئی تم اس کے پاس چلی گئیں۔حقیقتاً صِلَۂ رحمی یہ ہے کہ وہ کاٹے اور تم جوڑو،وہ تم سے جُدا ہونا چاہتی ہے اورتم اُس کے ساتھ رشتے کے حُقوق کی رعایت و لحاظ کرو۔[4] ★صِلَۂ رحمی کی مُختلِف صورَتیں ہیں،اُن کو ہَدِیّہ و تحفہ دینا اور اگر اُنہیں کسی بات میں تمہاری اِمداددرکار ہو تو اِس کا م میں اُن کی مدد کرنا، اُنہیں سلام کرنا،اُن کی ملاقات کو جانا،اُن

---

1 ... مجمع الزوائد ، 3 /331،حدیث:4754
2 ... مستدرک،5/213، حدیث:7339
3 ... بہار شریعت، 3/558، حصہ: 16
4 ... ردالمحتار،9/678

کے پاس اُٹھنا بیٹھنا،اُن سے بات چیت کرنا، اُن کے ساتھ لُطف و مہربانی سے پیش آنا۔ ★محارم رشتے داروں سے ناغہ دے کر ملتی رہے یعنی ایک دن ملنے کو جائے دوسرے دن نہ جائے کہ اِس طرح کرنے سے مَحَبَّت و اُلفت زیادہ ہوتی ہے،بلکہ قَرابَت داروں سے جُمعہ جُمعہ ملتی رہے یا مہینے میں ایک بار۔ ★حق اور جائز باتوں میں قبیلے اور خاندان والوں کو مُتَّحد ہونا چاہئے یعنی اگر رشتے دار حق پر ہوں تو دوسروں سے مقابَلہ اور اِظہارِ حق میں سب مُتَّحِد ہو کر کام کریں۔ ★رشتے دار حاجت پیش کرے تو ردّ کرد ینا گناہ ہے،جب اپنا کوئی رشتے دار کوئی حاجت پیش کرے تو اُس کی حاجت روائی کرے،اس کو رَد کردینا رِشتہ توڑنا ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کےلئےمکتبۃُ المدینہ کی دوکُتُب،**بہارِشریعت** حصّہ16(312 صفحات) ، 120 صفحات کی کتاب**"سُنّتیں اور آداب"** اورامیرِاہلِ سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کےدورسالے**"101مدنی پھول"اور "163مدنی پھول "** قیمتاً طلب کیجئے اور اس کا مطالعہ کیجئے۔

[1] ... الدرر الحکام،1/323

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد